رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دار الامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

قیمت فی پرچہ (۵؍)

سرپرستان - معاونین - عام - طلباء - غرباء و مشتہرین

جلد ۱۴	قادیان مورخہ ۲۸ جون ۱۹۲۹ء مطابق ۲۰ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ	نمبر (۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ہندو کی نعت

۲ جون ۱۹۲۹ء کو یوم خاتم النبیین کے جلسے حسب تحریک حضرت اولوالعزم خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ تمام ہندوستان اور ممالک غیر میں ہوئے تھے۔ کلکتہ میں بھی انجمن احمدیہ کلکتہ کے اہتمام سے عظیم الشان جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں ایک بنگالی ہندو صاحب نے جن کا اسم گرامی پرمیشور ناتھ رائے پریم ہے۔ جو برہمو سماج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ کی سیرت پر ایک مخلصانہ تقریر کی۔ اور بعد میں ہندی طرز کی ایک نظم جو پریم صاحب کی دلی محبت کا اظہار کرنے والی ہے پڑھ کر سنائی جو ناظرین فاروق کے لئے ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

من موہ لیو گی مدنیؐ دکھلائے کے جلوۂ شاہانہ
توری بانکی ادا ترچھی چتون رسدار انکھیاں نازک کمر
ہے نوری بدن سانچے کا ڈھلا مکھ نور جوت ہے صلی علیٰ
معشوق ہو تم عاشق ہے خدا ہوئے دونوں جہاں بھی تم پہ فدا
وحدت کا صدقہ عطا کیجے ایک جام تو بھر کے پلا دیجے
جو تم کا پردہ ہے مکھ پہ پڑا اس کو تو اٹھا کے دیکھ ذرا
اس ہند میں ہے یہ دیس بڑی برشٹ میں ہے روحی

سب لوگ سمجھے بدنام کیو کوئی مجنوں کہے اور دیوانہ
من موہنی مورت میٹھی بچن پیا چال تہار و ستانہ
تیرو شان میں ہے لولاک لما سر چھتر براجت شاہانہ
اے پیارے محمدؐ دیکھ لیا ہو رب کے دلبر جانانہ
میری دل کی لگی کو بجھا دیجے آباد رہے ترا میخانہ
سب ہندو مسلم ہیں اک جان سب کو درس دکھا جانا

آہ! حافظ روشن علی رضی اللہ عنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کل من علیہا فان

یہ سانحہ ہوش ربا اور حادثہ الم افزا لکھتے ہوئے ہمارا قلم تھرّاتا ہے۔ اور آنکھیں پُرنم ہیں۔ دل بیٹھا جاتا ہے اور ہاتھ کانپتے ہیں کہ ہمارا پرانا رفیق سلسلہ احمدیہ کا دلی شفیق اور اسلام کا قلبی غمخوار احمدیت کا فدائی اور جانثار اور یگانہ روزگار فاضل اجل عالم بے بدل حافظ کلام ربانی عارف رموز قرآنی حافظ روشن علی رضی اللہ عنہ ۲۳ جون ۱۹۲۹ء کو بروز اتوار بعد مغرب ایک لمبے عرصہ کی بیماری کے بعد جبکہ صحت کے آثار نمایاں ہو چکے تھے۔ یکایک بعارضہ ہچکی و اسہال دو تین روز مبتلا رہ کر اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رخصت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حافظ صاحب مرحوم مغفور جس پایہ کے عالم اور قرآن کریم کے عاشق زار اور حافظ تھے اس کا اعتراف دشمنوں تک کو بھی ہے۔ حافظ صاحب کی وفات سلسلہ کے لئے ایک سخت نقصان کا موجب ہوئی ہے۔ مرحوم رضی اللہ نے قریباً ۴۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور آپ کی ذات سے جس قدر فیض لوگوں کو پہنچا۔ اس کا مختصر واقعہ یہ ہے۔ کہ آپ کے درجنوں شاگرد مولوی فاضل کی ڈگریاں لے کر سلسلہ کی خدمت کرنے والے بن گئے۔ افسوس کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے کشمیر جانے کے وقت حافظ صاحب کی حالت صحت افزا تھی۔ اور حضور کو اپنی روانگی کے وقت بہ مطلق خیال نہ تھا۔ کہ حضور کے جانے سے معاً دو تین دن بعد حافظ صاحب مرض موت میں مبتلا ہو کر دائمی مفارقت کا صدمہ دے جائیں گے۔ مگر قضا و قدر کے آگے کسی کی پیش نہیں چلتی۔ ۲۳ جون کو صبح کے وقت آپ کی حالت زیادہ نازک ہو گئی۔ اس لئے اسی دن باوجود اتوار ہونے کے ارجنٹ تار آپ کے خسر اخویم حافظ غلام رسول صاحب کو وزیر آباد میں اور ایک تار آپ کی بھتیجی صاحبہ کو جو انبالہ چھاؤنی میں تھی دی گئی۔ آخر بعد مغرب آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ مگر حافظ صاحب وزیر آبادی اور آپ کی بھتیجی کے انتظار میں پیر کے دن دس بجے کی گاڑی کے آنے تک آپ کو دفن نہیں کیا گیا۔ دس بجے کی گاڑی سے حافظ صاحب اور آپ کی بھتیجی آ گئیں۔ اور گیارہ بجے قبل دوپہر جنازہ لے جا کر باغ میں رکھا۔ نماز جنازہ میں شریک ہونے والے احباب کی تعداد کثیر تھی۔ اور بہت لمبی لمبی تین صفیں تھا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت قادیان نے جنازہ پڑھایا۔ اور ساڑھے گیارہ بجے مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار سے باہر جانب مغرب مقبرہ بہشتی کے اس حلقہ اراضی میں جو خواص کے لئے رکھا ہوا ہے سپرد خاک کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے پسماندگان میں آپ کی پہلی بیوی مرحومہ سے ایک دختر ہے۔ جس کی شادی عرصہ ہوا آپ نے کر دی تھی۔ وہ بھی آپ کی مرض موت میں موجود تھی۔ دو آپ کی بیویاں ہیں۔ چھوٹی بیوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کی لڑکی ہے۔ جو ابھی چند روز ہوئے باجازت حافظ صاحب اپنے رشتہ داروں میں کسی شادی کی تقریب پر جہلم گئی ہوئی تھی۔ افسوس کہ وہ اس وقت نہ پہنچ سکی۔ اور دوسری بڑی بیوی آپ کی تیمارداری میں ہمہ تن رات دن مصروف رہی۔ اور اپنے محترم شوہر کی خدمت میں اپنے آرام و راحت کو قربان کر کے حافظ صاحب سے خوشنودی کا سرٹیفیکیٹ حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر دے۔ آمین۔ کوئی نرینہ اولاد آپکی نہ تھی۔ آپ کے دیگر تمام حقیقی بھائی آپ سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اب اپنے خاندان میں صرف آپ ہی اکیلے رہ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور ان کا خود ہی کفیل ہو۔ آمین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس نقصان عظیم کی اپنی قدرت سے تلافی فرما کر مرحوم کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔ مرحوم کی وفات کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو اسی قدر صدمہ ہے۔ جس قدر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ مغفور کا حضرت مسیح موعودؑ کو تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا وہ الہام جو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات پر حضرت مسیح موعود کو ہوا تھا۔ کہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم ہم سب کے زخموں کی مرہم ہے۔ اللہ رحم کرے۔ آمین ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"فاروق"

قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ جون ۱۹۲۹ء

بچہ مستری اور اس کا مباہلہ

نمبر (۱)

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولے سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

ناظرین فاروق کو بخوبی علم ہے۔ کہ اواخر ۲۷ء سے مردم خورڈھاب کے کنارے والی مشین بیوپال بلڈنگ کے ستربان کی طرف سے ایک فتنہ اٹھ رہا ہے۔ جس کا بانی مستری فضل کریم جالندھری کا وہ نیک نہاد اور پاک نژاد لڑکا ہے۔ جس کو قادیان کی تمام ہندو مسلم احمدی و غیر احمدی پبلک خوب جانتی ہے۔ کہ وہ کس حیثیت اور کیرکٹر کا لونڈا ہے۔ اور اس کی دینی وجاہت اور دنیوی شوکت یہ ہے۔ کہ اس کے حقیقی بہنوئی مرزا عبدالحق صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل گورداسپور نے مجسٹریٹ بٹالہ کے روبرو اپنے حلفی بیان میں یہ لکھوایا تھا۔ اور زاہد و عبدالکریم کے سامنے لکھوایا تھا۔ کہ :-

"میں نے زاہد پسر مستری فضل کریم اپنے سالے کو اپنے مکان پر آنے سے (یعنی اس کی ہمشیرہ کے پاس آنے سے) منع کر دیا ہوا ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک اس کا چال چلن خراب ہے"

اور دنیاوی حیثیت اس کی اس قدر ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بطفیل سلسلہ احمدیہ تعلیم پاکر بمشکل انٹرنس پاس کیا۔ جس کے بعد آوارہ پھرنے پر اس کے باپ نے اپنے اس ہونہار کے لئے ایک پرانی موٹر خرید دی۔ جس پر یہ پہلے کلینر کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوا۔ پھر موٹر کے کام سے کچھ واقف ہو کر موٹر ڈرائیوری کا لائسنس حاصل کر کے کچھ دنوں موٹر کو کرایہ پر بٹالہ اور قادیان کے درمیان چلاتا رہا۔ جب موٹر بیکار ہو گئی۔ تو اس فتنہ پردازی میں مشغول ہوا (مفصل حالات اس ہامانی خاندان کے دیکھنے ہوں۔ تو "تحفہ ستربان" دفتر فاروق سے ۵ر کے ٹکٹ بھیجکر منگالیں۔ اور پورے حالات سے واقف ہو جائیں) اس نونہال کی عمر خیر سے اس وقت اٹھارہ انیس سال کی ہے۔ اور زاہد نام ہے۔ بچپن سے ہی ہر دلعزیزی کی صفت سے موصوف رہا ہے :۔

اس فتنہ کا ہیرو

ستریوں کے ارتداد از احمدیت وانقباض از خلافت حقہ کے مکمل محرکات اور اسباب تو بالتفصیل میں خدا کے فضل سے "تحفہ ستریاں" میں لکھ چکا ہوں۔ جن کو بجز تسلیم کرنے کے ستریوں کو چارہ نہ ہوا آج میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس ہر دلعزیز طفل نے اپنے تقدس اور طہارت کو کس پاکیزہ طرز میں ظاہر کر کے اس فتنہ کی ابتداء فرمائی۔ چونکہ اشرار کے اس "مولانا زاہد" بالقابہ نے اپنی اصلی پوزیشن کو چھپا کر پبلک اور عوام کو دھوکہ دے رکھا ہے۔ اور اخبار "مباہلہ" میں آئے دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ پر الزامات بیجا اور اتہامات ناروا لگانے میں کوئی بد سے بدتر طریق بھی نہیں چھوڑا۔ اس لئے ہم کو مجبور ہو کر مولوی زاہد کے زہد و تقویٰ کے وہ کارنامے جن پر ان تمام الزامات اور مفتریات کا اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیا کے سامنے پیش کرنے پڑے ہیں۔ کیونکہ اب آب از سر گذشت والا معاملہ ہو گیا۔ اور یہ بدلگام گروہ دن پر دن شوخی اور شرارت میں بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اب خاموشی اور پردہ پوشی گناہ ہے

زاہد کی آپ بیتی

سنہ ۲۷ء کی موسم گرما میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ شملہ تشریف لے گئے۔ انہیں دنوں میں مستری فضل کریم کا بڑا لڑکا مستری عبدالکریم جس کی بیوی مولوی عمر الدین صاحب شملوی کی لڑکی ہے شملہ گیا۔ اور اس کا چھوٹا بھائی زاہد جو اس فتنہ کا ہیرو ہے۔ وہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی شان و شوکت اور عروج و اقبال دیکھکر پیغام پارٹی کے ممبروں کے کلیجے چھلنی ہو گئے۔ اور وہ یہ منصوبہ سوچنے لگے۔ کہ کس طرح اس روزافزوں آسمانی مقبولیت کو روکا جائے۔ آخر سوچکر مستری بچوں کو جو کہ اپنے سابقہ کارناموں کی وجہ سے جن کا مفصل تذکرہ "تحفہ ستربان" میں لکھا جا چکا ہے برافروختہ ہو چکے تھے اس پروپیگنڈے پر آمادہ کیا۔ کہ وہ جا بجا ایسی باتیں لوگوں کو سنائیں جس سے جماعت احمدیہ شملہ خلیفہ صاحب کے خلاف ہو جائے۔ چنانچہ پہلے بظاہر احمدی مگر خیر خواہی کے طور پر ملکے ہلکے یہ اعتراض کرنے لگے۔ کہ دیکھو حضرت صاحب کس قدر قوم کا روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ کہ ذرا ذرا سی بات کے لئے دھڑا دھڑ روپیہ برباد کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک خط ڈاک میں ڈالنا ہو یا کسی معزز شخص کے نام شملہ میں ہی بھیجنا ہو۔ تو اس کے لئے ایک آدمی کو رکشا پر چڑھا کر بھیجا جاتا ہے۔ کہ وہ جاکر خط پہنچائے یا ڈاک میں ڈال آئے۔ کیوں وہ آدمی پیدل جا کر اس کام کو نہیں کرتا۔ خواہ مخواہ روپیہ دو روپیہ ایک خط کے پہنچانے پر خرچ کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی بے ضرورت لوگوں کو دعوتیں دی جاتی ہیں۔ اور قوم کا روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ غرض اس قسم کے اعتراض شروع کر دئے۔ اس پر جماعت شملہ کو رنج ہوا۔ اور انہوں نے اس پروپیگنڈے کو روکنا چاہا جس سے یہ اور بھڑک گئے۔ اور "مولانا زاہد" بالقابہ کی فطرت سلیمہ نے احمدیوں سے جو ان کے اس فتنہ اور شر انگیز پروپاگنڈے کے خلاف تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بجائے کسی نصیحت حاصل کرنے کے ضد میں آ کر فرداً فرداً خفیہ طور پر یہ کہنا شروع کیا۔ کہ تم لوگ خلیفہ صاحب کے خلاف اتنی سی بات سنکر ناراض ہوتے ہو۔ مجھے تو ان کے ایسے حالات معلوم ہیں جو قابل بیان نہیں۔ میں (زاہد) اور میرا تمام خاندان بچپن سے ان کے گھر میں رہا پلا ہے۔ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ اگر بیان کر دیں۔ تو سب لوگ حیران رہ جاؤ۔ اس کے اس طرز بیان کو سنکر دوسروں پر تو کوئی اثر کیا ہونا تھا۔ البتہ ان کا سسرال خانہ اور رشتہ دار پسیج گئے۔ اور مولانا زاہدؔ جو اس وقت غالباً سترہ سالہ تھا۔ مولوی عمر الدین صاحب خسر اور بابو عبد الحمید صاحب ہمزلف عبد الکریم برادر زاہد اور ان کے فرزندان رشید سے کہہ اٹھے۔ کہ خلیفہ صاحب تو (معاذ اللہ) نہایت بدچلن اور بدکار ہیں۔ اور ان کا کام رات دن عیش و آرام ہے۔ گھر میں ان کے گرد و پیش حسینوں کا جمگھٹا رہتا ہے۔ جو کسی کو سوائے میرے اور میرے خاندان کے برگزیدگان کے نظر نہیں آتا۔ وہ تو جس خوبصورت عورت اور حسین لڑکے کو چاہتے ہیں۔ جبراً پکڑ کر ناجائز استعمال کر لیتے ہیں۔ اور کوئی چوں تک نہیں کرتا۔ سامعین نے اس صدق مقال کا ثبوت پوچھا۔ تو حضرت مولانا زاہدؔ کو سوائے اس کے کچھ نہ بن پڑا۔ کہ لونڈوں کی ذیل میں آپ نے اپنے نفس ذکیہ کو اور اناث کے زمرہ میں اپنی ایک عزیزہ کے اسم گرامی کو پیش کر دیا۔ اور فرمایا جگ بیتی سے بڑھ کر آپ بیتی ہوتی ہے۔ مجھ پر یہ سانحہ ہوشربا اور میری عزیزہ پر یہ واقعہ جانگاہ نہ ایک بار بلکہ بارہا گذر چکا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی شہادت اور کامل ثبوت چاہتے ہو۔ میں اور میری عزیزہ نہ صرف مقالی گواہ ہیں بلکہ حالی شاہد ہیں۔ پھر کیا تھا۔ خاندان سسرال کے چند ممبران تو اپنی سادہ لوحی سے اس اقرار زاہد سے اتنے متاثر ہوئے۔ کہ ہدایات قرآنی اور شریعت اسلامی کو ایک طرف رکھکر دوسرے احمدی احباب شملہ سے مخفی مخفی مگر بغیر اظہار اسماء شاہدان حالی جس کو بیان کرنے سے انہیں شرم و غیرت آتی تھی۔ اس کا ذکر اذکار کرنے لگے۔ جن سے ذکر کرتے وہ بجائے ان کی اس مصیبت میں کسی طرح کا ساتھ دینے کے ان کو جھڑک دیتے یا اس پر جرح قدح کر کے انہیں قائل کر دیتے۔ بعض احمدی تو ان چھوٹے منہوں سے ایسی بڑی بات سن کر اس قدر خفا ہوتے۔ کہ نوبت ہاتھا پائی کی پہنچ جاتی۔ جوں جوں سسرال والوں کو خفت ہوتی تیوں تیوں وہ اور بگڑتے جاتے۔ جس طرح آریہ نیوگ کے مسئلہ پر اعتراضات سن سنکر ڈھیٹھ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اپنی ندامت کو مٹانے کی خاطر علانیہ اور کھول کھول کر نیوگ کا فلسفہ بیان کرنے لگتے ہیں۔ بعینہ یہی اس مقدس دودماں کی حالت ہوگئی۔ کہ اب بیدھڑک صاف لفظوں میں مولانا زاہدؔ اور اسکی عزیزہ کی اس اقبالی آپ بیتی پر کھسیانے ہو ہو کر زاہد صاحب کی حق گوئی۔ صدق بیانی اور شرافت خاندانی کے گیت گا گا کر کہنے لگے۔ کہ الزام لگانے والا معصوم کسی غیر کا نام تو لیتا ہی نہیں۔ وہ تو اپنی جان اور اپنی عزیزہ کی ذات پر گذری ہوئی داستان سناتا ہے۔ پھر کس طرح ایسے مقدس انسان کے حق الیقین کو جھٹلایا جا سکے۔ پس جس خبر کو گھر کا معتبر نامی لایا ہو وہ غلط اور جھوٹ کیسے ہو سکتی ہے۔

تعجب انگیز بات

مگر یہ نہ سوچا۔ کہ وہ شخص جو ایک مذہبی سلسلہ کا امام ہے۔ اور جس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے۔ اور جس کے پیرو اور مقتدی نہایت اعلیٰ پوزیشن والے جج اور مجسٹریٹ۔ وکیل اور بیرسٹر تاجر اور علماء اور اعلیٰ تعلیم یافتہ غرض ہر طبقہ کے وہ لوگ ہیں۔ جو اپنی دینداری اور تقویٰ و طہارت و دیانت میں قابل نمونہ ہیں۔ جنہوں نے محض خدا کی رضا کے لئے نہ کسی خوشامد یا دباؤ یا لالچ سے اپنی برادریوں۔ عزیزوں و دوستوں کو خیر باد کہکر احمدیت کو قبول کیا جنہوں نے اہل دنیا کی طعن و تشنیع اور لعنتوں کا نشانہ بننا منظور کیا۔ اور جو بعض اپنے وطنوں اور دنیاوی آمدنیوں کو چھوڑ کر قادیان میں غریبانہ اور درویشانہ زندگی بسر کرنے کے لئے آ بسے۔ جو رات دن اپنے اس پیشوا اور امام جماعت کے ارد گرد پروانوں کی طرح رہتے ہیں۔ جن کی نظروں سے خلیفہ جماعت کی کوئی حرکت و سکون حتیٰ کہ اس کی پرائیویٹ زندگی کے حالات اور اس کے اپنی بیویوں سے پاکیزہ تعلقات بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ جو اس کے ہر فعل کو اپنے لئے نمونہ قرار دیتے۔ اور اس کے قدم بقدم چلنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ جس کے گھر میں اسکی والدہ مکرمہ رضی اللہ عنہا اس کی چار بیویاں اور خدا کے فضل سے کثیر اولاد اور بہت سی وہ معزز خواتین جو کئی کئی مختلف مقامات سے محض دین کیلحاظ قادیان آ کر اس کے ہی گھر میں مہمان رہتی ہیں۔ اور ہر ایک وقت میں رہتی ہیں۔ جن کے لئے سوائے آپ کے گھر کے کوئی علیحدہ مہمان خانہ نہیں۔ باوجود اس قرب کے یہ تو سب کے سب اپنے پیشوا کی کرتوتوں اور بدچلنیوں سے ناواقف رہیں۔ مگر ان حالات کو جاننے والا اگر کوئی پیدا ہوا۔ تو وہ صرف مستری فضل کریم جالندھری کا یہ ایک پاک فطرت مطہر وجود سترہ سالہ زاہد لڑکا پیدا ہوا۔ جس نے اس کی ساری بداعمالیوں کو اپنی ذات پر وارد ہوتی پا کر سالوں بردباری اور تحمل سے برداشت کرتے کرتے آخر تنگ آ کر شملہ کی چوٹیوں پر جا کر افشار کر دیا۔ اور پھر اپنے ذات کو ہی آپ بیتی کا گواہ نہیں بتایا۔ بلکہ اپنی ایک مستورہ کو بھی مدتوں تک اسی رنگ میں رنگین پا کر اپنے ساتھ ملایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حیرت افزا واقعات

زاہد نے اس کرتوت کو بجا مخفیہ طور پر بیان کر کے نہ صرف اپنی پردہ دری کرائی۔ بلکہ اس بیحیائی اور بے شرمی کے مظاہرہ سے اپنے سارے خاندان کو بھی ذلیل و رسوا کیا۔ اور اس طرح برائی بدشگونی میں اپنی ناک کٹوا کر وہ خاندانی ذلت حاصل کی۔ جو تا قیامت ان پر لعنتوں کی بارش برساتی رہے گی۔ آخر جب رندانہ محفلوں اور فاسقانہ مجلسوں میں مولانا زاہدؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر پھبتیاں اڑنے اور آوازے کسے جانے لگے۔ تب جناب عفت مآب کو ہوش آیا۔ کہ یہ تو ہم نے اپنا ہی منہ کالا کرایا۔ کہ ہر ایک اوباش بھی ہمیں اُن بازاری الفاظ سے جو اس قماش کے لوگوں کیلئے بے ساختہ زبانوں پر آجایا کرتے ہیں۔ مخاطب کرتا ہے تو آپ نے یہ طرز ایجاد کی۔ کہ جماعت احمدیہ کے مرکزی احباب اور بیرونی جماعتوں کے بعض احباب کو بھی اپنا محرم راز بتایا۔ اور اخبار "مباہلہ" نمبر اوّل میں فرمایا کہ:۔

"خلیفہ قادیان کے چال چلن پر الزامات کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ بلکہ جب سے جناب نے مسند خلافت پر قبضہ جمایا ہے۔ اس وقت سے ہی وقتاً فوقتاً ان اعتراضات کا سلسلہ شروع رہا ہے۔ گو یہ اعتراضات کسی قدر قادیان سے باہر بھی تھے۔ مگر زیادہ تر زور خاص قادیان دارالامان تک ہی محدود رہا" صفحہ

اس اقرار "زاہد" سے یہ امر بخوبی ظاہر ہو گیا۔ کہ اس قسم کے الزامات حضرت خلیفۃ المسیح پر اسی روز سے ہوتے رہے ہیں۔ جس روز سے آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور ان الزامات کا زیادہ تر چرچا قادیان میں ہی رہتا تھا۔ اور جناب زاہد معہ اپنے اب مکرم اور برادر اکبر و جمیع متعلقین کے ان الزامات کو سنتے رہتے تھے۔ گو بوجہ خوردسالی "مولانا زاہد" اور آپ کی عزیزہ اس وقت تک کہ ان کی ذات مبارک پر اس کا اثر پڑے خاموش تھے۔ اور چنداں ادھر التفات نہ کرتے تھے۔ مگر سنتے اور دیکھتے سب کچھ تھے۔ لیکن آپ کے برادر اکبر اور والد مکرم تو ذی ہوش بالغ تھے انہوں نے کیوں پردہ پوشی کی۔ اور سالہا سال بقول خود نہایت اخلاص اور عقیدت سے خلافت کے دامن سے وابستہ رہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے دونو بزرگوار پکے منافق تھے۔ کہ سب کچھ جانتے سنتے ہوئے پھر اُسی خلیفہ کی بیعت میں داخل ہوئے۔ اور ہجرت کر کے قادیان ہی میں آ بسے۔ جہاں بکثرت ایسے الزامات کا چرچا تھا۔ اور اس وقت تک منافقانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ جب تک ان الزامات کا تعلق دوسروں سے دیکھتے تھے۔ پھر جب اپنے گھر پر بھی ہاتھ صاف ہوتا دیکھا۔ تو پھر بھی بہت دنوں تک صبر و استقلال سے بیٹھے رہے۔ شائد اس خیال سے کہ چونکہ زاہد اور اس کی شریکہ عزیزہ نے اس بارگراں کو برداشت کر لیا ہے۔ تو ہم کیوں اس کا افشاء کریں۔ جیسا تک کہ جن پر گذری ہے۔ وہ خود اس کو ناقابل برداشت نہ سمجھ کر چیخ اٹھیں۔ کیوں "مولانا زاہد" یہ بات درست ہے یا نہیں۔ کہ آپ کے بھائی جان اور ابا جان بڑے بھاری منافق ہیں۔ جنہوں نے جان بوجھ کر بیعت سے علیحدگی نہ اختیار کی۔ بلکہ اپنی جانوں پر بھی جبکہ عرصہ تک یہ حادثہ گذرتا رہا۔ اس کو بسا غنیمت جان کر چپ رہے۔ آخر آپ ہی اس روزانہ دھکا پیل سے تنگ آکر اُن کو اور اپنے آپ کو اس مصیبت سے نکالنے کے لئے پیشوا اور پیرو بنکر نکلے۔

مرید اور مرشد کا تعلق

باقی رہا آپ کا یہ اقرار کہ قادیان میں ان الزامات کا بہت زور رہتا تھا۔ فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مرید کی کا مرشد کے ساتھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے اور اعتقاد کی بنا تقویٰ اور طہارت اور پاکیزگی پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مرید ہوتے ہیں وہ اسی نیت سے ہوتے ہیں۔ کہ وہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ جس کے ہم مرید ہونا چاہتے ہیں۔ وہ ہم سب سے زیادہ متقی ہے۔ اور ہم سب سے اعلیٰ طہارت اور پاکیزگی میں اور دین و دیانت میں بلند پایہ رکھتا ہے۔ ہم سب سے زیادہ مقرب بارگاہ باریتعالیٰ ہے۔ ہم سب سے زیادہ متبع شریعت اسلامیہ اور ہم سب سے زیادہ جاذب نصرت الٰہیہ ہے۔ لیکن جب وہ دیکھیں کہ جس کو ہم اپنا مرشد بناتے ہیں۔ وہ تو ایک بدچلن۔ بدکار۔ ظالم۔ فاسق۔ فاجر۔ زانی۔ لوطی۔ ڈاکو۔ لوگوں کا مال لوٹنے والا ہے۔ تو کبھی بھی اس کے حلقہ ارادت میں نہیں رہ سکتے۔ پیری مریدی کا رشتہ نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ جس میں ادنیٰ سے ادنیٰ بدظنی پر فرق آجاتا ہے۔ اور ہر ایک مرید اپنے پیشوا کے قول و فعل کو راستبازی اور تقویٰ کے پیمانہ سے ناپتا ہے۔ اگر ذرا بھی اس کے مخالف پائے۔ تو فوراً الگ ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ خدا کی رضا اور عاقبت کے خوف اور نجات کی تمنا سے کسی کو اپنا مرشد بنایا ہو۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے مسیح موعودؑ کا زمانہ دیکھا۔ خلیفہ اوّلؓ کا زمانہ دیکھا۔ وہ سب کے سب یا ان میں سے اکثر آج ایسے ہو جائیں کہ صریح دیکھتے اور جانتے ہوئے۔ کہ ان کا پیشوا اور امام جماعت ایک نہایت برے چال چلن والا ہے پھر بھی اس کے اوپر اپنی جان و مال و عزت و آبرو کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ اور اسکے ہی وقت میں اپنے وطنوں کو چھوڑ کر ہجرت کر کے اس کی غلامی میں رات دن گذارنا اپنے لئے سعادت دارین کا ذریعہ سمجھیں۔ دیکھ لو۔ جس خلیفہ کے متعلق تو یہ کہتا ہے۔ کہ اس کے خلافت پر بیٹھنے کے دن سے ہی ایسے اعتراضات اس پر ہوتے رہے ہیں۔ اسی کے عہد خلافت میں کتنی تعداد میں بڑے بڑے مخلصین یہاں آکر آباد ہو گئے ہیں۔ اور اسکی فرمانبرداری اور اطاعت کو نجات کا باعث جانتے ہیں۔ باوجودیکہ اس قسم کے الزامات خلافت پانے کے دن سے ہی بقول زاہد اس پر لگتے رہے ہیں۔ مگر کیا مجال کہ وہ اس سے الگ ہو جائیں۔ یا بدعقیدہ بنجائیں۔ اس سے زیادہ تیری بدقسمتی اور تیرے حمائتیوں کی بے نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اب ذرا اپنے بیان پر ہماری جرح سن کر جواب دینا۔ جو انشاءاللہ اگلے نمبر میں درج ہو گی۔ فانتظروا ؞

اطلاع

بعض خریداران نے دو دو تین تین دفعہ فاروق کے چندہ کے وی پی واپس کئے ہیں۔ اور جب چندہ کے وی پی واپس کرنے کی عادت ہی [illegible] [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زاہد کی کھلی چٹھی کا جواب

(ایک احمدی خاتون کی قلم سے)

محمد زاہد نام بلڈنگ مشین سیویاں کی ایک کھلی چٹھی نمبر ۲ ملی ہے۔ جس میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ابن مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس شخص نے مباہلہ کا مطالبہ کیا ہوا ہے نہ تو ہمارے پاس پہلی چٹھی پہنچی ہے۔ اور نہ ہی الفضل میں کسی قسم کا ذکر پڑھنے میں آیا ہے۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ ایک ایسی واجب الاحترام ہستی کے خلاف ایسے الفاظ پڑھنے سے دل دکھتے بلکہ چھلنی ہوتے ہیں۔

لیکن اے محمد زاہد آپ ضرور یاد رکھیں عقلمند دنیا آپ کی اس کھلی چٹھی کو ضرور خلاف شرم خیال کریگی۔ خواہ آپ نے تانبے پر سونا چڑھانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ حضور کے چال چلن پر جو آپ نے لکھا ہے۔ اس کا جواب آپ کو پہلے تیرہ سو سال کے صحیفوں میں دیکھنا چاہیئے۔ وہ آپ جیسے ہی تھے۔ جنہوں نے خلافتوں پر اپنی دست درازیاں کیں۔ اگر آج اُن سے ان کا مذہب پوچھا جاوے تو آنکھیں نیچی کر کے کہتے ہیں کہ جی ہم خارجی ہیں۔ اور وہ خارجی کے مفہوم کو خوب جانتے ہیں۔ فاعتبروا

محمد زاہد خواہ آپ کتنا زور لگاؤ دنیا کو آپ دھوکا نہیں دے سکتے۔ ہاں آپ جیسے آپ کے ساتھ ضرور مل جاوینگے۔ کیا آپ دنیا کی فراست کو کھو سکتے ہیں۔ آپ یہ لکھ کر شاید مطمئن ہو گئے ہونگے کہ جو زنا آپ نے قادیان میں جاری کر رکھا ہے تو کیا دنیا میں اس سے امن قائم رہ سکتا ہے۔ کیا یہ دنیا سے پوشیدہ ہے۔ کہ قادیان پر انکے حقوق مالکانہ ہیں۔ اگر وہ آپ جیسوں کو چاہیں تو ایک گھنٹے کے اندر اندر نکال سکتے ہیں۔ پھر دنیا دیکھ رہی ہے کہ باوجود آپ مخالف ہونے کے بھی ڈھاب کے کنارے جھگیاں تیار کر رہے ہیں ہاتھوں سے بھی اور قلم سے بھی۔ بس عبرت پکڑو۔ کیا کوئی عقل سلیم رکھنے والا ایک سیکنڈ کے لئے بھی قبول کر سکتا ہے۔ کہ وہ ہستی جو برابر پندرہ سال سے لوگوں کی گالیوں پر بھی صبر اور تسکین کی ہدایت جماعت کو دیتے رہتے ہیں۔ وہ ایک محمد زاہد کی چٹھی کا جواب گندی گالیوں سے دیویں یا دینے کی تلقین کریں۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ: "ہم لوگوں نے تو اپنی عمروں کو تباہ کیا۔ اپنے وطنوں کو چھوڑا۔ عزیز و اقارب سے جدا ہوئے۔ ساری عمر خدمت دین کے خیال سے چندے دیئے" مقام شکر ہے کہ آپ کو زندگی میں ہی "عمروں کو تباہ کیا" کی سمجھ آگئی۔ اب آپ آئیندہ تدارک کر سکتے ہیں۔ دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ جو حصہ "عمروں" کا پہلے گذرا تھا۔ آیا وہ تباہ ہوا تھا یا اب جو آپ لوگوں کا زمانہ حال میں گذر رہا ہے۔ "اپنے وطنوں کو چھوڑا" بے شک آپ بڑی خوشی سے اپنے وطنوں میں جا سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کو بڑی حفاظت کے ساتھ وطنوں میں پہنچا دیا جاویگا۔ اور آپ جن عزیز و اقارب سے جدا ہوتے "تھے" آپ خوشی سے ابھی ہیں جا کر شامل ہو سکتے ہیں۔ باقی رہے آپکے چندے سو آپ اور آپ جیسے خیالات کے سب مل کر بڑی خوشی سے چندوں کی ایک فہرست تیار کر کے شائع کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی چند مستورات آپ جیسے لوگوں کے چندے ادا کر سکتی ہیں۔

آپ لکھتے ہیں "تاکہ ہماری طرح کوئی اور اس جال میں نہ پھنس جائے۔ اور اپنا روپیہ مالی دولت اور وقت ضائع کرنے کے بعد اس کو ہماری طرح کف افسوس نہ ملنا پڑے" افسوس جن لوگوں کا اپنا احاطہ محدود ہوتا ہے۔ ان کی نظر دُور جانی مشکل ہوتی ہے۔ بھلا جماعت احمدیہ کا کونسا پوشیدہ جال ہے۔ جس میں لوگ بلا سوچے سمجھے پھنس جاتے ہیں۔ دنیا سے آج جماعت احمدیہ کی کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر آپ تعصب سے خالی ہوتے تو یہ سطریں ہی کو بھی لکھا گیا ہے نہ لکھتے۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے۔ چندوں سے جو کچھ دنیا کے کناروں تک سلسلہ چل رہا ہے یہ جال نہیں ہو سکتا۔ دنیا باوجود مخالف ہوتے بھی خوب جانتی ہے۔ کہ آج اسلام کا صحیح نقشہ احمدیت کے قبول کرنے میں ہے۔ خواہ قبول نہ کریں۔ آج مخالفوں سے بھی کسی نہ کسی طرح سے یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ احمدی لوگ ہی ہیں جو اسلام کی خاطر اپنا مال اور جان اور وقت قربان کر رہے ہیں۔ پھر ایک محمد زاہد کی چٹھی کے الفاظ مہذب دنیا کے سامنے کیا وقعت رکھتے ہیں۔ ہاں آپ جیسے ضرور آپکے ساتھ مل جاوینگے۔ سو سلسلہ کو ایسے لوگوں کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا قائم کیا ہوا سلسلہ ہے۔ بھلا یہ منہ کی پھونکوں سے کب بجھ سکتا ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور یہ خلافت اس کے حکم سے ہے۔ یہ پیارا وجود اس نے بشارتوں سے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اس عالم الغیب کے ہاتھوں سے تیار کیا ہوا ہے۔ حضور کے تقدس کا ڈھول جماعت نہیں پیٹتی۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔ بلکہ یہ وجود ابھی دنیا کی ہستی پر تشریف فرما بھی نہ ہوا تھا تو خدا تعالےٰ اور خدا تعالےٰ کے فرشتوں نے آسمان پر ڈھول پیٹنا شروع کیا۔ وہاں جا کر آپ خدا اور فرشتوں کو پوچھو۔ آپ کے ساتھ مباہلہ کی ضرورت بھی کیا ہے۔ آپ ان حالات اور واقعات کو پڑھ لیویں۔ جنہوں نے اس ہستی کے باپ کے خلاف اٹھ کر خدا تعالےٰ کے ہاتھ کا تماشا دیکھا تھا۔ اے محمد زاہد کیا تیرے لئے یہ ہی زیبا تھا۔ کہ اتنی عمر ان کے پس خوردہ کھا کر پھر انہیں پر وار چلانا شروع کرے۔ افسوس اے شخص تیری دانش پر جو حربہ انہوں نے آپ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ تا آپ اسلام کے مخالفوں پر فتح حاصل کریں۔ وہی حربہ سکھانیوالے پر استعمال کر کے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔ توبہ کر شاید خدا تجھے معاف کر سکے

خلیفہ وقت کی ایک خادمہ

(عائشہ اہلیہ بابو محمد ایوب صاحب سٹیشن ماسٹر ٹانگا ایسٹ افریقہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول صلعم کی قربانیاں

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر جبکہ دنیا میں ہر طرف ظلمت و تاریکی کی گھٹا چھائی ہوئی تھی اور خدا پرستی کی جگہ اصنام پرستی۔ انسان پرستی۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ اجرام سماوی کی پرستش نے لے رکھی تھی۔ اور ہر طرف فسق و فجور کا بازار گرم تھا۔ عرب کے بنجر اور ویران سرزمین میں بادیہ نشینوں کے درمیان سیدنا و مولانائے حضرت محمد مصطفےٰ (فداہ امی و ابی) صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اس زمانہ میں کوئی بدی اور بدکاری نہ تھی۔ جس کا سیل رواں عرب کیا ساری دنیا میں پھیل نہ چکا تھا۔ خشکی اور تری میں فساد نکلا تھا۔ اس زمانہ کا نقشہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے ظہر الفساد فی البر و البحر۔ خود عرب میں یہ حالت تھی۔ کہ لوگ بہیمیوں اور درندوں کی طرح معمولی معمولی باتوں پر لڑتے رہتے تھے۔ یہ لڑائیاں صدیوں تک جاری رہتی تھیں۔ اور ان میں قبیلے کے قبیلے تلوار کے گھاٹ اتر جاتے تھے۔ بت پرستی شراب خوری۔ جوئے بازی ارتکاب زنا اُن کا دن رات کا شغلہ تھا۔ ان کی فطرت مردہ ہو چکی تھی۔ ان سب خرابیوں میں ایک واحد عرب کی سرزمین ہی ملوث نہ تھی۔ بلکہ افریقہ۔ ایران۔ ہند۔ چین اور یورپ کی سرزمین بھی ان کا منبع اور مرکز بنا ہوا تھا۔ اس کی وجہ صرف خدا تعالےٰ سے دوری اور اسکی صفات سے بے خبری کا موجب تھی۔ آپ کی بعثت نہ صرف عرب کے لئے بلکہ عالمین کے لئے رحمت کا موجب ثابت ہوئی۔ رب العالمین سے دنیا نے جو دوری اختیار کر لی تھی۔ وہ رحمت للعالمین کی آمد پر قرب سے بدل گئی۔

دنیا کے اخلاقی مطلع پر جو گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ وہ آپؐ کے طلوع پر کافور ہو گئیں۔ تاریکی اوجالے سے بدل گئی۔ اور نحوست کی جگہ سعد اکبر نے لے لی۔ وہ نور ایسا چمکا کہ صد بیضِ نیّر نکلا۔ اور وادیٔ عرب نے دنیا میں اجالا کر دیا۔

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ سب بد اخلاقیوں اور بدکرداریوں کا موجب خدا تعالےٰ سے دوری تھی۔ جس کا قرب حاصل ہونے پر انسان۔ انسان اور مہذب انسان اور با اخلاق و باخدا انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا تھا۔ اس کا راز نہ تو کثرت پرستی میں پنہاں تھا۔ اور نہ عناصر پرستی اس عقدہ کو حل کر سکتی تھی۔ بلکہ ان سب مواد فاسدہ کا علاج کلمہ لا الٰہ الا اللہ میں مضمر تھا۔ یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ سو اول میں اُس قرب آنی کو بیان کرتا ہوں جو انسانی پیدائش کی غرض و غایت ہے۔ جس پر ایمان لانے سے انسان مہذب اور باخدا انسان کہلانے کا مستحق کہلا سکتا ہے۔ اور یہ بدیہی ہے کہ انسانی برادری کا قلب اس ایمان سے خالی تھا۔ آپ نے اس عقیدہ کو نہ صرف عرب میں بلکہ ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے جن جن مصائب اور تکالیف کو برداشت کیا۔ وہ آپ کا ہی حصہ تھی۔ کیونکہ آپؐ کل دنیا کی طرف منادِ اکبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اور آپ کا دعویٰ تھا کہ انّی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ یعنی میں سب دنیا کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا منصب ہے کہ من حیث المجموعی جن امراض روحانیہ میں دنیا مبتلا ہے اس کی اصلاح کروں۔ اس اعلاء کلمۃ اللہ میں جن حالات میں سے آنحضور کو گذرنا پڑا۔ اور جانی مالی قربانیاں آپ نے کیں۔ ان کو بہ اختصار میں بیان کرتا ہوں۔

میں بتا چکا ہوں۔ کہ جس وقت آپ نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ دنیا میں بلند کیا۔ اس وقت کل کی کل دنیا صفات باری تعالےٰ کے عدم علم کی وجہ سے انسان پرستی۔ اور عناصر پرستی میں مبتلا تھی۔ حضور نے جس استقلال اور جانکاہی سے اس مشن کو اٹھایا اور نبھایا وہ ذیل کے حالات سے واضح ہے۔ کہ حضور نے کن جان جوکھوں میں اپنے آپ کو ڈالا۔

جان کی قربانی

آپ نے جس وقت بُت پرستی کے خلاف وعظ شروع کیا۔ اس سے قبل اہل مکہ آپ کو صدیق امین اور نہایت پاکباز انسان مانتے تھے۔ آپ کے مشوروں کی قدر کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ خانہ کعبہ کے اندر حجر اسود رکھنے کے متعلق تنازعہ برپا ہو گیا۔ ہر ایک قبیلہ چاہتا تھا۔ کہ اس کے افراد کے سر پر اس متبرک تقریب کا سہرا بندھے۔ قریب تھا کہ ایک خونریز جنگ کا آغاز ہو جائے۔ حضور نے چادر بچھا دی۔ اور اس پر حجر اسود کو رکھ دیا اور ارشاد فرمایا۔ کہ سب قبائل چاروں کونوں سے چادر کو اٹھالیں۔ اور بیت اللہ شریف کے اندر رکھ دیں۔ چنانچہ اس طریق سے وہ تقریب صحیح سلامتی سے ادا ہوئی۔ قریش نے آپ کے قتل کے منصوبے باندھنے شروع کر دیئے۔ مگر وہ کامیاب نہیں ہوتے تھے (۱) عقبہ بن ابی معیط نے آنحضرت صلعم کے گلے میں چادر کا پھندا ڈالا اور اس کو مروڑ دیا۔ مگر اتفاق سے حضرت ابوبکرؓ موقع پر پہنچ گئے۔ (۲) حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے قتل کا ارادہ کر کے گھر سے تلوار لے کر نکلے۔ گو دربار نبوی میں پہنچنے سے پہلے ایمان لے آئے (۳) قریش آنحضرت صلعم کے چچا ابو طالب کے پاس جمع ہو کر آئے۔ کہ آپ محمد صلعم کو ہمارے معبودوں کی توہین سے روک دیں۔ ورنہ آپ ان کی مدد چھوڑ دیں۔ تاکہ ہم خود ان کا بندوبست کر لیں۔ ابو طالب نے قریش کے اس مطالبہ کا آنحضرت صلعم سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ لوگ اگر میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند دیدیں۔ تو بھی میں اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے سے باز نہ رہوں گا۔ اگرچہ اس راہ میں میری جان چلی جائے (۴) آخری منصوبہ قریش نے یہ کیا۔ کہ ہر قبیلہ کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ایک شخص لیا جائے۔ اور وہ سب جمع ہو کر آنحضرت صلعم کا خاتمہ کر دیں۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے آپ کو بچا لیا۔ اور اسی رات آپ ہجرت کے ارادہ سے حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ مکہ سے باہر نکل آئے (۵) جب آپ مکہ سے نکل آئے۔ اور باوجود تلاش کے نہ مل سکے۔ تو قریش نے اشتہار دیا۔ کہ جو شخص محمد صلعم کا سر کاٹ کر لائے گا۔ اس کو سو اونٹ انعام دیئے جائیں گے۔ سراقہ بن جعشم اس غرض سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ لیکن خدا نے اس کو ناکام رکھا (۶) جب آپ مدینہ میں آ گئے۔ تو قریش نے چند روز کے بعد عبداللہ بن ابی مشہور منافق کو جو اس وقت مدینہ کا سردار تھا۔ خط لکھا۔ کہ تم محمد صلعم کو قتل کر دو یا مدینہ سے نکال دو۔ ورنہ ہم حملہ کر کے تمہیں فنا کر دینگے۔ (۷) جنگ بدر کے بعد عمیر بن وہب ایک قریشی مکہ سے آنحضرت صلعم کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ گو اس کا وار نہ چلا۔ بلکہ آکر مسلمان ہو گیا۔ (۸) خیبر میں ایک یہودیہ نے آپ کو قتل کرنے کے لئے زہر دیا۔ (۹) ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے آنحضرت کے بھیجے تبلیغی خط پر ناراض ہو کر گورنر یمن باذان نام کو فرمان بھیجا۔ کہ عرب کے مدعی نبوت کو پکڑوا کر میرے پاس بھیجدو۔ چنانچہ گورنر یمن نے مدینہ منورہ دو آدمی بھیج دیئے۔ جنہوں نے آنحضرت صلعم کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے عرض کیا۔ اور کہا۔ کہ اگر آپ اس حکم کی تعمیل نہیں کرینگے۔ تو بادشاہ ایران آپ کو اور آپ کے ملک کو تباہ کر دیگا۔ آپ نے فرمایا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ اور جا کر کہدو۔ کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پایہ تخت تک پہنچیگی۔ (۱۰) ایک لڑائی سے واپسی پر آنحضرت صلعم ایک درخت کے نیچے لیٹے تھے۔ آپ کی تلوار اس درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ اچانک ایک بدو آیا۔ اور اس نے آپ کی تلوار اتار کر نیام سے باہر نکالی۔ اتنے میں آنحضرت صلعم بیدار ہو گئے۔ اور اس بدو نے پوچھا۔ اے محمدؐ اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ فرمایا اللہ چنانچہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی (۱۱) مدینہ میں یہودی اور منافقین آپ کے قتل کی سازشیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلعم بنو نضیر کے پاس کسی معاملہ کے متعلق تشریف لے گئے۔ اور دیوار کے سایہ میں کھڑے ہوئے۔ بنو نضیر نے اپنی خفیہ سازش کے ماتحت ایک یہودی عمر بن حجاش کو کوٹھے پر چڑھایا۔ کہ آنحضرت صلعم پر اوپر سے پتھر گرا دے۔ مگر آنحضرت صلعم کو اُن کی سازش کا علم ہو گیا۔ اور آپ واپس تشریف لے آئے۔ (۱۲) جنگ حنین میں اکثر مجاہد کے پاؤں اکھڑ گئے۔ لیکن آنحضرت صلعم میدان سے پسپا نہ ہوئے۔ بلکہ فرمایا۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ یہ چند واقعات ہیں۔ جو جانی قربانی کے متعلق بیان کئے جاتے ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اپنے مشن کی چلانے میں کس قدر مشکلات کا سامنا تھا۔ اور حضور کی جان کسی وقت بھی خطرہ سے باہر نہ تھی۔

عزت کی قربانی

جان کے بعد انسان کو اپنی عزت پاس خاطر ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کی بھی پرواہ نہ کی۔ اور دین کی خاطر ان باتوں کو بخوشی برداشت کیا۔ جو بظاہر سخت درجہ موجب ذلت و تحقیر تھیں۔ اور جن کو کوئی صاحب عزت برداشت نہیں کر سکتا۔ (۱) آپ کو جادوگر۔ بیدین۔ پاگل کہا جاتا تھا۔ اور طرح طرح کے ٹھٹھے کئے جاتے تھے۔ گالیاں دی جاتی تھیں۔ بازاری لونڈے آپ کے پیچھے لگا دیئے جاتے تھے۔ (۲) ایک دفعہ حضور حرم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل کے اشارے سے عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی نجاست سے بھری ہوئی اوجھری حضور کی گردن پر لا کر ڈال دی (۳) ایک دفعہ آپ رستہ سے گذر رہے تھے۔ کہ ایک بدبخت نے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ (۴) حضور کا طریق تھا۔ کہ جہاں کوئی مجمع یا میلہ ہوتا۔ آپ دعوت اسلام کے لئے تشریف لے جاتے۔ جب کسی مجمع میں بیان فرماتے۔ تو ابولہب ساتھ ساتھ یہ کہتا جاتا۔ کہ بے دین اور جھوٹا ہے۔ (نعوذ باللہ) (۵) شعروں میں آپ کی ہجو کی جاتی۔ (۶) ایک مرتبہ آپ اہلِ مکہ سے نا امید ہو کر تبلیغ کی غرض سے طایف تشریف لے گئے۔ جو مکہ سے ایک خاصے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہاں کے رؤسا عبد یالیل اور اس کے دو بھائیوں کو دعوت اسلام کی۔ انہوں نے حضور کو تمسخر آمیز جواب دیا۔ طائف کے بازاری اور اوباش پیچھے لگا دیئے۔ جو آپ کو گالیاں دیتے اور پتھر مارتے تھے

آرام و آسائش کی قربانی

عزت کے بعد انسان کو فطرتاً آرام و آسائش کی خواہش ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنے خداداد مشن کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف اور سختی برداشت کی۔ اور اپنے نفس پر ہر قسم کی آسائش اور آرام کو عملاً حرام کر لیا۔ اور دن رات کی تکلیف برداشت کر کے اپنے فرض کی ادائیگی میں مصروف رہے۔ حالانکہ اپنی خاندانی حالت کے لحاظ سے ہمیشہ ہی اور اپنے آخری ایام میں ان فتوحات کی وجہ سے جو آپؐ کو حاصل ہوئیں۔ اپنے واسطے ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان مہیا کر سکتے تھے۔ لیکن آپ نے ہر آرام کو بھلا دیا۔ اور تنگی اور بے آرامی کی زندگی اختیار کی۔

مکہ میں ان تکالیف کے علاوہ آنحضرت صلعم اور آپؐ کے خاندان (بنو ہاشم) تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ اور سارے قریش نے ملکر آپؐ کا اور آپؐ کے خاندان کا ہر طرح سے بائیکاٹ کئے رکھا۔ خرید و فروخت ملنا جلنا۔ رشتہ ناطہ سب بند کر دیئے۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ کہ لوگوں نے چمڑا اوبال کر پیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہا کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔

رات جو آرام کرنے کا وقت ہوتا ہے حضورؐ نمازیں اس قدر قیام فرماتے اور لوگوں کے لئے دعائیں مانگتے۔ کہ آپؐ کے پاؤں سوج جاتے۔ کھجور اور پانی پر گذارہ کرتے۔ دو دو ماہ تک حضورؐ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ آخیر وقت تک یہی حال رہا۔ آپ نے تین دن متواتر گیہوں کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔ آمد مدینہ سے حتیٰ وفات تک۔ حضورؐ نے نہ کبھی تشتریوں میں کھایا نہ چپاتی کھائی۔ اور نہ تخت پر بیٹھ کر کھایا۔ دسترخوان پر آپ کھاتے تھے آپ مسجد کی اینٹیں ڈھوتے اور جنگ خندق میں آپ صحابہ کے ہمراہ خندق کھودتے رہے۔

غرضیکہ بہت سے واقعات ہیں۔ جن کو بخوف طوالت چھوڑتا ہوں ؛

وجاہت کی قربانی

آپؐ نے اپنے منصب خداداد کی ادائیگی میں اپنے ذاتی اور خاندانی مرتبہ اور وجاہت کو قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔ آپؐ کا خاندان معزز تھا۔ آپؐ قوم میں امین کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ مگر آپؐ نے حق کی خاطر خاندانی اور ذاتی وجاہت کو قربان کر دیا۔ اور ساری قوم کو دشمن بنا لیا۔ (۲) قریش نے آپؐ کے سامنے حکومت اور دولت پیش کی۔ مگر آپؐ نے اس کی بھی پرواہ نہ کی (۳) آپؐ کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے طلاق دلوا دی (۴) آپکی صاحبزادی زینب کی شادی بعثت سے پہلے ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی تھی۔ ان کے مشرک ہونے کی وجہ سے اپنی صاحبزادی کو ہجرت کے وقت ساتھ نہ لے جاسکے (۵) مدینہ میں جو مکانات بنوائے وہ کچے تھے۔ جہاں راتوں کو اکثر چراغ نہیں جلتے تھے۔ اور ازواج مطہرات کے پاس ایک جوڑے کے سوا اور کپڑے نہ تھے (۶) مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت خود ساتھ مزدوری کرتے تھے (۷) حضرت فاطمہ رضؓ آپؐ کی صاحبزادی چکی پیستی تھیں۔ اور ہاتھوں میں نیل پڑ گئے تھے (۸) حضرت فاطمہ کی شادی میں ایک چارپائی اور ایک بستر اور ایک مشک اور دو چکیاں جہیز میں دیں (۹) وفات کے وقت آپکی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو میں گرو تھی۔ جن کپڑوں میں آپ نے وفات پائی ان میں پیوند لگے ہوئے تھے ؛

اکبار :۔ محمد عبداللہ از چھاؤنی نوشہرہ

فاروق کا "مسیح موعود نمبر"

خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے میں نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ "مسیح موعود نمبر" اپنی پوری ہمت اور طاقت صرف کرکے شائع کروں۔ اس کے لئے مجھے ایسے احباب کے مشورہ کی ضرورت ہے۔ جو اپنا وقت صرف کرکے مجھے مضامین کی ایک ایسی فہرست طیار کرکے بھیجیں۔ جن کی اس نمبر میں اشد ضرورت ہے۔ اور ایسے اہل قلم احباب کی قلمی امداد کی اشد ضرورت ہے۔ جو مضامین لکھنے میں میری مدد کرکے ثواب حاصل کریں۔ اور ٹھوس و مدلل مضمون لکھیں۔ اور ہر ایک مضمون مختصر مگر جامع جو فاروق کے دو صفحوں سے زیادہ نہ ہو۔ اور احمدی شعراء پاکیزہ اور لطیف نظمیں لکھیں۔ جو ہر نظم بیس شعروں سے زیادہ نہ ہو۔ اور جملہ برادران کمر ہمت باندھکر اس کی اشاعت دس ہزار تک پوری کر دیں۔ فاروق کا ہر ایک خریدار کم از کم چار پرچے اور اس سے زیادہ حسب توفیق جس قدر خرید سکے خرید کرے۔ اس پرچہ کی قیمت جو ۸۰ صفحہ کا ہوگا۔ پانچ آنہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور یہ قیمت لاگت کے برابر ہے۔ اس وقت تک صرف دو دوستوں نے درخواستہائے خریداری ارسال فرمائی ہیں۔ اگر یہی رفتار خریداری رہی۔ تو پرچہ کا نکلنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال میں اس تحریک کو جاری رکھوں گا۔ جس وقت نصف تعداد یعنی پانچہزار کی خریداری بھی ہو گئی۔ تو اس نمبر کی تکمیل کا کام شروع کر دوں گا۔ بعض دوستوں نے اس نمبر کی ضرورت کو تو زور دار الفاظ میں تسلیم فرمایا ہے۔ مگر اس کی اشاعت خریداری کے متعلق لکھنا بھول گئے۔ امید ہے۔ کہ ایسے تمام احباب خریداری کی تعداد سے جلد مطلع فرمائیں گے۔ اور اپنے احباب کو بھی اپنے ساتھ ملائیں گے۔ تاکہ مطلوبہ تعداد جلد تر پوری ہو جائے۔

موصول شدہ درخواستہاء خریداری

سابق بالخیرات اخویم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن۔ ۵۰ پرچے

خواجہ محمد شریف صاحب رسالپور ۸ ٫٫

منشی نیاز احمد صاحب قادیان ۵ ٫٫

جزاہم اللہ احسن الجزاء ؛

کسی گذشتہ اشاعت میں چندان احباب کے اسماء گرامی لکھکر اس طرف توجہ دلائی تھی۔ جن کے متعلق مجھے یہ یقین ہے۔ کہ وہ فاروق کا ادبی آواز کو بھی جو دوسروں تک پہنچنی بسا مشکل ہے سن لیا کرتے ہیں اور اس کا جواب باسداب بھی دیدیا کرتے ہیں۔ مگر اب تک انہوں نے بھی توجہ نہیں فرمائی۔ اس لئے میں مکرر ان کی خدمت میں یاددہانی کراتا ہوں۔ کہ وہ فہرست مضامین اور جو امداد اس کے متعلق وہ دے سکتے ہیں۔ جلد دیں۔ خصوصاً اخویم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کیمل پور و مخدومی شیخ عرفانی صاحب ضرور اپنے مفید مشوروں سے امداد فرمائیں؛

آریہ سماج کی ہمسایہ اقوام

ہندوستان کی کوئی ایسی قوم نہیں۔ جس سے آریہ سماج کی دشمنی نہ ہو۔ عیسائی و مسلمان لوگ تو پہلے ہی آریہ سماجیوں کی شر انگیز تحریرات سے کافی سے زیادہ دکھی ہو چکے ہیں۔ اب سکھ قوم بھی بھائی پرمانند جی جیسے آریہ سماجی لیڈر کی دلشکن اور نفرت آمیز تحریرات سے سخت بے چین ہو رہی ہے۔ اور آمادہ فساد ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ کہ آریہ سماجیوں سے دور اندیشی کا جذبہ کیوں کافور ہو گیا ہے۔ کیا کوئی ایسی قوم بھی دنیا میں امن و چین سے رہ سکتی ہے۔ کہ جس کی تمام ہمسایہ اقوام سے دشمنی ہو۔ کاش آریہ سماج جلد اپنی ناپاک سرگرمیوں سے توبہ کرے۔ اور اگر اسے اپنی ہستی زیادہ دیر کے لئے رکھنی مطلوب ہے۔ تو مسلمان و عیسائی صاحبان کی دل آزاری سے نفرت کرنی چاہیئے۔ (رشی امرتسر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی احمدیہ لائبریری اور احمدی گھر ان کتابوں سے خالی نہ رہے

(بقیہ)

(از حضرت مسیح موعود)

حقیقۃ الوحی:۔ حضور علیہ السلام کی وہ مشہور اور نادر تصنیف ہے۔ جس میں وحی کی حقیقت اور اپنی صداقت کے دلائل اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات اور مکفرین و منکرین کے کفر و اسلام کی حقیقت اور غیر مبایعین نے عقائد باطلہ کا کماحقہٗ رد لکھا گیا ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔

انجام آتھم:۔ اس میں عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کی حقیقت اور علماء سجادہ نشینان دنیا کو دعوت مباہلہ۔ عیسائیوں کو فیصلہ الٰہی کی دعوت۔ مولوی ثناء اللہ و دیگر علماء حال پر اتمام حجت اور عبدالحق غزنوی والے مباہلہ کی کیفیت۔ اور مولویوں کو قبولیت دعا اور تفسیر نویسی میں مقابلہ کا چیلنج معہ دیگر چند مختلف مسائل کے۔ قیمت صرف دو روپیہ۔

براہین احمدیہ چار جلد: حضور کی مشہور تصنیف انعامی دس ہزار روپیہ۔ جس نے تمام دیگر مذاہب کو ساکت اور لاجواب کر کے ان پر حجت تمام کر دی ہے قیمت صرف چار روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد اول:۔ اس میں حضور کے وہ نایاب اشتہارات ہیں۔ جو ۱۸۷۸ء سے لیکر مارچ ۱۸۹۱ء تک حضور نے بغرض احقاق حق و ابطال باطل صداقت اسلام و صداقت دعویٰ مسیحائی پر شائع کئے۔ اور اب بالکل نایاب ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد دوم:۔ اس میں اپریل ۱۸۹۱ء سے لیکر ۱۸۹۳ء تک کے نایاب اشتہارات ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد سوم:۔ اس میں ۱۸۹۳ء سے لے کر ۱۸۹۴ء تک کے تمام جملہ اشتہارات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد چہارم:۔ اس میں صرف ۱۸۹۵ء ایک سال کے نایاب اشتہارات جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔

تبلیغ رسالت جلد ہفتم:۔ اس میں ۱۸۹۸ء کے کل اشتہارات درج ہیں۔ قیمت ۱۲ر۔

تبلیغ رسالت جلد ہشتم۔ جس میں ۱۸۹۹ء کے جملہ اشتہارات نقل کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف عہ۔

تبلیغ رسالت جلد نہم:۔ یہ ۱۹۰۰ء کے اشتہارات کا مجموعہ ہے۔ قیمت عصہ۔

تبلیغ رسالت جلد دہم۔ اس جلد میں ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء یوم وصال تک کے تمام اشتہارات جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

ان آٹھ جلدوں کے یکمشت خریدار کو بجائے ۱۲ عہ اصلی قیمت کے آٹھ روپیہ میں آٹھوں جلدیں ملیں گی۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

انیسویں صدی کا مہرشی

خادم ایڈیٹر فاروق کی وہ دشمن کش تصنیف جس نے آریہ سماج میں ماتم برپا کر دیا۔ اور آریہ سماج کے بانی کی تاریک زندگی کو بجلی کی روشنی میں دکھا کر حقیقت حال کو واضح کر دیا یہ کتاب عرصہ سے ختم ہو چکی تھی۔ کہ اتفاق سے اس کے پانچ نسخے ایک دوست کے پاس سے ہمیں مل گئے ہیں۔ اور وہ اب اس کو دو روپیہ فی نسخہ کے حساب سے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جس شائق کو اس لاجواب حربہ دشمن کش کی ضرورت ہو۔ وہ جلد سے جلد طلب کر لیں۔ پھر ملنا اس کا محال ہوگا۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

ہستی باریتعالیٰ ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی وہ معرکۃ الآراء تقریر جو حضور نے ۱۹۲۱ء کے سالانہ جلسہ پر فرمائی۔ قیمت ایک روپیہ۔

قتل مرتد:۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب کی زبردست تصنیف بجواب "زمیندار" وغیرہ مدعیان اسلام دربارہ قتل مرتد ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

پتہ:۔ مینیجر فاروق قادیان ضلع گورداسپور

تعلیم میں بچوں کے رجحان طبع کو دیکھنا ضروری ہے

(خاص فاروق کے لئے)

(بقیہ)

(۱)

"تازہ دم رنج نئے روز ہی پائے ہم نے
نت نئے صدمے فلک تجھ سے اٹھائے ہم نے"

یہ وہ الفاظ تھے۔ جنہوں نے مسٹر سلیم کو جب کہ وہ کچھ احباب کے ساتھ سیر سے واپس آتے ہوئے منٹو پارک کے قریب سے گذر رہے تھے چونکا دیا سلیم صاحب ایسے شقی القلب نہ تھے کہ یہ دردناک آواز سنتے اور اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔ انہوں نے اپنے رفیق مسٹر حمید کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "حمید صاحب! یہ کسی غمزدہ کی آواز ہے۔ اف! کس قدر مؤثر پیرایہ میں یہ الفاظ ادا کئے گئے ہیں"

حمید:۔ میں بھی سنتے ہی کانپ اٹھا۔ اللہ! یہ کون مصیبت زدہ ہے۔ چلو تو۔ ذرا دیکھیں تو سہی یہ ہے کون؟

(۲)

درختوں کے جھنڈ ہیں۔ نالہ کے کنارے ہرے ہرے گھاس پر۔ ایک شخص انہیں بوسیدہ لباس پہنے ہوئے سبز عمامہ سر کے تلے رکھے ہوئے لیٹا ہوا نظر آیا۔ یہ لوگ جلد جلد قدم اٹھاتے ہوئے اس کی طرف چلے۔ اس نے انہیں دیکھا تو سہی لیکن ان کی آمد کو کچھ اہمیت نہ دیتے ہوئے اسی طرح درد آواز میں گاتا رہا۔ اتنے میں سلیم صاحب بیٹھ پہنچ گئے۔ وہ ایک تعلیم یافتہ شخص معلوم ہوتا تھا۔ شکل و صورت سے شرافت امارت برستی تھی۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ "گردش فلک" نے اسے یہ دن دیکھنے پر مجبور کیا ہے۔

سلیم صاحب نے سلام کے بعد سلسلہ کلام یوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شروع کیا:-

سلیم:- کہیئے صاحب! آپ کس جگہ سے تشریف لائے ہیں۔

اجنبی:- خاموش ہو جاتا ہے:

حمید:- کچھ تو فرمائیے صاحب! آپ تو امیر آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کی یہ خستہ حالی کیونکر ہوئی؟

اجنبی:- ظلم جتنے ہیں ہمیں پر وہ کئے جاتے ہیں
ہم بھی ایسے ہیں کہ اس پر بھی جئے جاتے ہیں

رشید:- اجی کچھ بتایئے تو سہی۔ اس طرح زیادہ پریشان کرنے سے کیا فائدہ؟

سلیم:- فرمائیے تو سہی۔ ممکن ہے ہم آپ کی کچھ مدد کر سکیں۔

اجنبی:- دل تو نہیں چاہتا۔ کہ خواہ مخواہ آپ کو تکلیف دوں۔ لیکن کیونکہ آپ مصر ہیں۔ اس لئے سنا ہی دیتا ہوں۔

میں گجرات کا ایک رئیس زادہ ہوں۔ میرے والد آنریری مجسٹریٹ ہونے کے علاوہ ٹائیٹل ہولڈر بھی ہیں۔ شہر کے مشہور تجار میں سے ہیں۔ باوجود اس قدر ترقی کے بہت حد تک وہ دقیانوسی خیالات رکھتے ہیں۔ اس بات کے تو وہ قائل ہیں۔ کہ بچوں کی تعلیم ضروری ہے۔ لیکن ان کے میلان طبع کو مدنظر رکھنے کا انہیں کوئی احساس نہیں۔

مجھے حسب معمول انہوں نے ایک ہائی سکول میں داخل کروا دیا۔ میری طبیعت کچھ ایسی بےڈھب واقع ہوئی تھی۔ کہ کتاب کو ہاتھ لگانے کو بھی دل نہ چاہتا تھا۔

خدا خدا کرکے انٹرنس میں پاس ہؤا۔ اب مشکل یہ ہوئی کہ انہوں نے مجھے ایف۔ ایس۔ سی۔ میں داخل ہونے کے لئے حکم دیدیا۔ ادھر یہ حال کہ کتاب تو کیا اخبار تک کو چھونے کی قسم۔ طبیعت اس طرف آتی ہی نہ تھی۔ بخلاف اس کے مجھے ڈرائنگ سے طبعی مناسبت تھی جب بھی کبھی میں اسے ہاتھ لگاتا کھانا تک بھول جاتا۔ اس طبعی لگاؤ کی وجہ سے میں اس بات پر زور دیتا۔ کہ مجھے انجنیئرنگ لائن میں بھیج دیں۔ تا میں کچھ حاصل بھی کر سکوں۔ ان کتب سے تو مجھے کوئی لگاؤ نہیں۔

جب میں نے دیکھا۔ کہ ان پہ میری باتوں کا کچھ اثر نہیں۔ وہ اپنی ہی ضد پر قائم ہیں۔ تو میں نے والدہ صاحبہ کو سمجھانا شروع کیا۔ تاکہ ان کے ذریعہ ہی والد مکرم کو ان قباحتوں سے مطلع کروں۔ بسا اوقات مجھے قبلہ والد صاحب سے بھی گفتگو کا موقعہ ملتا۔ میں نے اس بات کے کہ انسانی طبیعتیں مختلف واقع ہوئی ہیں۔ ان کی مثال بعینہٖ کھیت کی ہے۔ کہ بعض ایک چیز کیلئے مفید ہوتے ہیں۔ بعض دوسری کے لئے کے ثابت کرنے کے لئے پورا زور لگایا۔ مگر انہوں نے نہ مانا۔ مجھے مجبوراً ایف۔ ایس۔ سی میں داخل ہونا پڑا۔ میں بہتیر الطبیعت پر جبر کرتا۔ لیکن کہاں تک۔

نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ میں آخری امتحان میں ناکام رہا۔ یہ ناکامی مجھے شاق گذری۔ اور چاہیئے بھی ایسا ہی تھا۔ کیونکہ یہ میری ساری عمر میں پہلا واقعہ تھا۔ مجھے صبر کے لئے کہا گیا۔ تا میں اپنی پوری قوت خرچ کرکے اگلے سال اس میں کامیاب ہو جاؤں۔ لیکن اس وقت جبکہ مجھے دوبارہ ناکامی کی اطلاع دی گئی۔ اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ اب میرے لئے مصائب کا دروازہ کھل چکا ہے۔ جن کو مجھے بہر حال برداشت کرنا ہے۔

یہ سب کچھ اس لئے تھا۔ کہ ”والد نے میری طبیعت کے رجحان کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے مجھے ایک ایسے امر پر مجبور کیا تھا۔ جس سے مجھے کوئی دور کی نسبت بھی نہ تھی“

میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جبکہ مجھے معلوم ہؤا۔ کہ ایک دفعہ پھر مجھ سے امتحان میں شامل ہونے کی خواہش کی جا رہی ہے۔ اس دفعہ بھی مجھے بادل ناخواستہ سر تسلیم خم کرنا ہی پڑا۔ لیکن اس بات کا میں نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر اب کے بھی یہی انجام ہؤا۔ تو میں ان خویش و اقارب شہر و دیار کو بصد حسرت و یاس خیرباد کہتے ہوئے کسی ویرانہ میں جا بسوں گا۔

آہ! میں کتنا بدنصیب شخص ہوں۔ جسے آخری بار بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اب میرے لئے وہاں رہنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ میں لوگوں کے طعن و تشنیع کس طرح برداشت کرتا۔

میرے لئے وہ کس قدر مایوس کن وقت تھا۔ جبکہ میں احباب و اقارب پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے ان کو آخری سلام کہتا ہؤا گھر سے نکلا۔ تا میں حوادث زمانہ کے تھپیڑ کھا کر گذارہ کروں یہ سب اس لئے اور محض اس لئے تھا۔ کہ:۔

”میرے والد نے میری طبیعت کے رجحان کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے مجھے ایک ایسے امر پر مجبور کیا تھا۔ جس سے مجھے کوئی دور کی نسبت بھی نہ تھی“

اس نے نظر نیچی کرتے ہوئے ایک آہ بھری۔ اور تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ تمام واقعات اسے یاد آ رہے ہیں۔ اعزا و اقارب کی تصاویر آنکھوں میں پھر رہی ہیں۔ جیسے وہ والد کے اس ظلم پر آہیں بھر رہا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد اس نے نظر اٹھائی۔ اس کے رخساروں پر دو موٹے موٹے آنسوؤں کے قطرے بہ رہے تھے۔ کہ لمحہ کے بعد وہ یوں گویا ہؤا:۔

میں گھر سے اس حالت میں نکلا۔ کہ میرے لئے کوئی منزل مقصود نہ تھی۔ کچھ ایام کے بعد میں یہاں پہنچا۔ میرے پاس چند روپے تھے۔ جن کی وجہ سے دو ہفتے اچھی طرح بسر ہو گئے۔ اب میں تلاش معاش میں پھرنے لگا۔ میں ایک دفتر میں گیا معلوم ہؤا۔ کہ وہاں ایک چپڑاسی کی ضرورت ہے۔ افسر نے میری اس حالت پر رحم کرتے ہوئے عارضی طور پر رکھ لیا۔ آہ! ایک ماہ کے بعد ایک دن جب میں دفتر گیا۔ تو میری مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جبکہ مجھے یہ کہا گیا۔ کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"تمہاری خدمات کی اب کوئی ضرورت نہیں"۔ کچھ دن آرام سے بسر کرنے کے بعد مجھے پھر روزگار کی تلاش میں نکلنا پڑا۔ چند مزدور ایک سمت جا رہے تھے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا۔ وہ ایک زیر تعمیر عمارت پر پہنچے۔ میں نے ایک شخص سے درخواست کی۔ جو تھوڑی ردّوقدح کے بعد منظور ہو گئی۔ میں نے اسے ایک نعمت عظمیٰ سمجھا اور بخوشی اینٹیں اٹھانے میں مشغول ہو گیا۔

لیکن کل اس عمارت کے اختتام تک پہنچ جانے کی وجہ سے وہاں سے بھی جواب ملا۔ اب اس جگہ بیٹھا ہوا اپنی ابتداء اور انتہا کے متعلق سوچ رہا تھا۔ آہ! مجھے کس قدر تکالیف برداشت کرنی پڑیں اور نامعلوم کن کن مصائب سے گذرنا پڑے گا۔ محض اس لئے کہ:-

"میرے والد نے میری طبیعت کے رجحان کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے مجھے ایک ایسے امر پر مجبور کیا تھا۔ جس سے مجھے کوئی دُور کی نسبت بھی نہ تھی"۔

اب وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر کچھ تھکان کے آثار نمایاں تھے۔ وہ لیٹ گیا۔ اور اپنے خیالات میں مستغرق ہو گیا۔

اس درد انگیز داستان سے سلیم صاحب بہت متاثر ہوئے۔ لیکن حق تو یہ ہے۔ کہ سلیم صاحب کیا ہر شخص کی یہی حالت تھی۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ حمید صاحب نے آہ بھرتے ہوئے کہا:-

افسوس مسلمان اپنے فرزندوں کو جو پہلے ہی تعلیم میں پیچھے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ترقی کے رستہ پر گامزن کرتے۔ تنزل کے راستہ پر چلاتے ہوئے خود ہلاکت کے منہ میں دھکیل رہے ہیں۔ انہیں یہ احساس نہیں۔ کہ وہ اس سے قومیت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ برادران وطن اس وجہ سے کہ انہیں اس طرف متوجہ ہوئے کافی عرصہ گذر چکا ہے۔ اس نکتہ سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کو ایسے طریق پر چلاتے ہیں۔ جو ان کے لئے اور قوم کے لئے مفید ہو۔ بچہ کے رجحان طبع کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ ترقی کے اعلیٰ مدارج طے کر رہے ہیں۔ اور مسلمان ابھی ابتدائی مدارج میں ہی دھکے کھا رہے ہیں۔

اسپر سلیم صاحب بولے:- صاحب میں شکر گذار ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اس گڑھے میں گرنے سے بچا لیا۔ میں اپنے لڑکے کریم کو میڈیکل کالج میں بھیجنا چاہتا تھا۔ جسے وہ ناپسند کرتا تھا۔ اب مجھے یہ دردناک انجام سننے کے بعد یہ جرأت نہیں۔ کہ میں اسے جبراً میڈیکل کالج میں داخل کروں۔ اس لئے کہ آپ نے مجھے ایک نقصان عظیم سے آگاہ کرتے ہوئے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا۔ اور اس لئے کہ اپنے مصیبت زدہ بھائی کی امداد ہر مسلم کا اولین فرض ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ میرے پاس رہیں۔ چند ایام میں انشاء اللہ آپ کے متعلق خاطر خواہ انتظام ہو جائے گا"۔

پہلے تو اس نے انکار کیا۔ لیکن باقی احباب کے اصرار سے وہ ان کے ساتھ جانے پر رضامند ہو گیا۔

(ایم۔ اے۔ خالد)

تحفہ مستریان

مستریان بشمول پیغامیاں کے ذریعہ اہل پیغام و دیگر دشمنان اسلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے امام کے خلاف اپنی پوری کوشش صرف کر دی ہے۔ اور مستریوں نے نام سے ایک اخبار "مباہلہ" جاری کرایا ہے۔ اور مستریوں کا یہ کیڑا طاعونی جراثیم کی طرح بکثرت بیرونجات میں پہنچ رہا ہے۔ اس متعدی مرض کے لئے خدا کے فضل سے ایسا انجکشن (ٹیکہ) تیار ہو گیا ہے جس کی ایک پچکاری سے "مباہلہ" کے تمام زہریلے کیڑے فنا ہو جاتے ہیں۔ اور اس ٹیکہ کا نام "تحفہ مستریان" ہے۔ جس میں مستریوں کے تمام اشتہارات اور اخبارات اور اعتراضات والزامات کے تحقیقی اور صحیح جوابات عقلی و نقلی قرآن و حدیث و اقوال مسیح موعود علیہ السلام اور افعال انبیاء کرام سے مدلل درج کر دیئے ہیں۔ چونکہ مستریوں کی مرض متعدی سے بعض سادہ لوحوں کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ "تحفہ مستریان" کو بغرض تقسیم نہایت ہی تھوڑی قیمت پر جو اصلی لاگت سے بھی کسی قدر کم ہے فروخت کیا جاوے لہٰذا بیرونی احباب کو چاہیئے۔ کہ جہاں جہاں "مباہلہ" وغیرہ مستریوں کے اخبار و اشتہار پہنچے ہیں۔ وہاں وہاں خاص طور پر "تحفہ مستریان" کی کاپیاں حسب حیثیت منگا کر مفت تقسیم کریں۔ اس کی اصلی قیمت ۵ ر ہے۔ لیکن اب بغرض تقسیم مفت ایک روپیہ کے آٹھ نسخے علاوہ محصولڈاک دیئے جائیں گے۔ احباب بہت جلد وی پی منگا کر لوگوں میں تقسیم کر کے ثواب حاصل کریں۔

نوٹ:- ایک روپیہ سے کم کا وی پی نہ ہو گا۔ ایک نسخہ کے واسطے ۲ ر کے ٹکٹ بھیجیں۔ اور احمدیہ انجمنیں کافی تعداد میں منگا کر تقسیم کریں۔

ملنے کا پتہ

مینجر دفتر فاروق قادیان

(پنجاب)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر کے چھپکر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)